ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر طارق جاوید

شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

آصفہ تسلیم

ریسرچ سکالر

ڈاکٹر پروین شوکت علی کی اقبال فہمی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr. Tariq Javed
Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Asifa Tasleem *
Research Scholar.

***Corresponding Author:** tariq.benai@aiou.edu.pk

Research and Critical Review of Iqbal Fahmi by Dr. Parveen Shaukat Ali

ABSTRACT
In the article under review titled "Dr. Parveen Shaukat Ali's Iqbal Fahmi: A Research and Critical Review" the Iqbal Fahmi of Dr. Parveen Shaukat Ali has been examined and it has been analyzed how far Dr. Parveen Shaukat Ali has succeeded in hashing out Iqbal's thought. Has she understood Iqbal's message as correct and had she done the right thing in conveying it to the people or not? In this regard, the text of Dr. Parveen Shaukat Ali has been studied and comprehensively, and the opinions of experts and critics have also been included. A mixed methodology has been used in this study. Dr. Parveen Shaukat Ali is the granddaughter of renowned writer Hakeem Shuja and wife of political scholar Shaukat Ali. She served as a professor in Lahore Women's College and Forman Christian College Lahore. After retirement, she went to America. Dr. Parveen Shaukat Ali received her PhD degree from Punjab University, Lahore. The title of her paper was "Iqbal's Philosophy of Politics" In

her paper, she has examined the political services of Iqbal and has conclude that Iqbal participated theoretically and practically in the politics of the Indian subcontinent and played a fundamental role in achieving a separate state.

Key Words: *Allama Iqbal, Dr. Parveen Shaukat Ali, Democracy, Communism.*

علامہ اقبال وہ عظیم مفکر اور شاعر ہیں جن پر ان کی زندگی ہی میں بہت کچھ لکھا گیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ جنوبی ایشیا کی مسلم عوام کے علاوہ اہلِ یورپ نے بھی انھیں اپنی فکری توجیہات کا مرکز بنائے رکھا جس کی بنیادی وجہ ان کے افکار کی بو قلمونی ہے۔ فکرِ اقبال کا مطالعہ مختلف جہتوں میں کیا گیا ہے۔اس ضمن میں شرح اور تشریح سے لے کر اقبال کی فکر کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ محققین وناقدین نے ان کی شخصیت وفکر کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا تاہم اقبالیات کا موضوع ایسا ہے کہ اس میں تشنگی کا عنصر برقرار رہتا ہے۔ اب اقبالیات ایک وسیع شعبے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ جن احباب نے اقبال کی فکر پر لکھا ہے ان احباب کا جائزہ بھی اقبالیات کے دائرہ کار ہی میں آتا ہے جس میں یہ پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ فکرِ اقبال کی تعبیر و توضیح میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ ڈاکٹر پروین شوکت علی پر یہ مضمون اسی مقصد کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پروین شوکت علی کس حد تک فکرِ اقبال کو سمجھنے اور اسے قارئین تک پہنچانے میں کامیاب رہی ہیں۔

ڈاکٹر پروین شوکت علی ۱۲ فروری ۱۹۳۳ء میں اپنی والدہ کی نانی اماں کے گھر ۸۱ ریلوے روڈ لاہور میں پیدا ہوئیں۔ والدین نے ان کا نام پروین فلک آرار کھا تھا مگر ۱۹۶۸ء میں پولیٹیکل سائنس کے نامور سکالر ڈاکٹر شوکت علی کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو کر پروین فلک آرا سے پروین شوکت علی ہوئیں۔ ڈاکٹر شوکت علی امریکہ کی میسیچو سیٹس (Massachusetts) یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے یونیورسٹی ان کے نام پر سکالر شپ دے رہی ہے۔ اس سکالر شپ کا نام "The Shokat Ali Memorial Humanitarian Scholarship" ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی کی والدہ ڈیزی دل ربا معروف ادیب حکیم احمد شجاع کی صاحب زادی تھیں۔ اگر ددھیال کی طرف نگاہ کی جائے تو پروین کے والد سید فیروز حسن اور ان کے دادا سید فیض الحسن نہایت متقی انسان تھے۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا گھرانہ "الحسنی الگیلانی سادات" کہلاتا ہے۔ آپ کے بزرگوار ۱۷۹۲ء میں ہجرت کر کے برصغیر آئے اور پشاور میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

مقیم ہوئے۔ان کے اکلوتے بیٹے سید محمد حسن مہاراجہ رنجیت سنگھ کے شاہی طبیب تھے۔۱۸۳۵ء میں مہاراجہ کی طرف سے ہی انھیں لاہور میں گھر اور دیگر سہولتیں فراہم کی گئیں۔ان کی شادی دیپالپور شریف کے سید گھرانے میں ہوئی اور مستقل طور پر لاہور کو اپنی قیام گاہ بنایا۔سید محمد حسین کے دو صاحب زادے سید فضل شاہ اور سید فضل حق تھے۔سیّد فضل شاہ کے دو فرزند ہوئے ایک کا نام سید شاہ نواز اور دوسرے کا نام سید فیض الحسن رکھا گیا جو ڈاکٹر پروین شوکت کے دادا تھے۔[1] ڈاکٹر پروین شوکت علی کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

ڈاکٹر پرروین شوکت علی نے بی اے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۵۳ء میں ایم اے پولیٹکل سائنس فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور ۱۹۵۴ء میں انھیں لاہو کالج فار وویمن میں جونئیر لیکچرر پولیٹکل سائنس کی سرکاری ملازمت مل گئی۔دورانِ ملازمت انھیں ۱۹۵۵ء میں امریکہ کی طرف سے سکالرشپ پر ایک سال کا سٹڈی ویزہ ملا اور وہ ایک سال کی چھٹی پر امریکہ روانہ ہوئیں۔۱۹۵۶ء میں واپس آئیں اور ۱۹۵۹ء تک اسی کالج میں تدریسی فرائض انجام دیے۔اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں دوسرا اسکالرشپ انگلینڈ کی طرف سے ملا اور ڈاکٹر پروین شوکت علی دوسال کی چھٹی پر انگلینڈ روانہ ہوئیں اور ایم لٹ (Man of Letters) کی ڈگری حاصل کی۔دوسال کی چھٹی پورے ہونے کے بعد مزید پانچ سال کی چھٹی لی اور اس دوران آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۷۰ء میں دوبارہ اپنی سروس کا سلسلہ بحال کیا۔اس کے بعد آپ کو مسلسل ترقی ملتی رہی اور آپ جونئیر لیکچرر سے اسسٹنٹ پروفیسر پھرایسوسی ایٹ پروفیسر اور بعد ازاں پروفیسر کے عہدہ پر ترقی ملی۔۱۹۸۲ء سے لے کر ۱۹۸۶ء تک گورنمنٹ فارمین کرسچین کالج میں بطور پروفیسر آف پولیٹکل سائنس تدریسی فرائض سرانجام دینے کے ساتھ کالج کی وائس پرنسپل کی بھی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیں۔ڈاکٹر پروین شوکت علی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ گورنمنٹ فارمین کرسچین کالج کی پہلی خاتون وائس پرنسپل تھیں۔۱۹۸۶ء میں آپ کا تبادلہ بطور وائس پرنسپل گورنمنٹ کالج فار وومین لاہور ہو گیا۔۱۹۹۰ء تک اسی کالج میں فرائض سرانجام دیے۔ریٹائرمنٹ سے پانچ ماہ قبل آپ کو دوبارہ فارمین کرسچین کالج میں بطور وائس پرنسپل تعینات کیا گیا اور اسی کالج سے ۱۲ فروری ۱۹۹۳ء کو ۶۰ سال کی عمر میں ریٹائر ہو کر امریکہ روانہ ہو گئیں۔

ڈاکٹر پروین شوکت علی کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا عنوان "The Political Philosophy of Iqbal" تھا۔اس مقالہ کے نگران ڈاکٹر منیر الدین چغتائی تھے۔پی ایچ ڈی کی تکمیل ۱۹۶۸ء میں ہوئی اور یہ کام کتابی صورت میں یونائیٹڈ پبلشرز لاہور سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا۔ اسے اس قدر مقبولیت ملی کہ ۱۹۷۰ء میں اس

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا پڑا۔ ۴۲۴ صفحات پر مشتمل انگریزی زبان میں لکھی جانے والی یہ تصنیف اقبال کے فلسفۂ سیاست پر ایک مستند کتاب کے طور پر معروف ہے۔ انگریزی زبان میں لکھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ اسے وطنِ عزیز کے علاوہ بیرون ملک میں بھی پذیرائی ملی۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی پولیٹیکل سائنس کی طالبہ ہونے کی بنا پر مشرقی و مغربی سیاسی فلاسفروں پر گہری نظر رکھتی ہیں ۔ آپ کی اکثر تصانیف امریکہ کی کانگریس لائبریری اور انگلینڈ کی متعدد لائبریریوں میں موجود ہیں جن سے اہلِ مغرب کو اسلام اور اقبال کی تعلیمات سمجھنے میں مدد ملی۔ یوں تو ان کی تمام کتب میں فکر کی گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے لیکن ان کی تصنیف اقبال کا فلسفۂ سیاست (Political Philosophy of Iqbal) اقبال کی فکر کو سمجھنے کے لیے ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تصنیف گیارہ ابواب پر مشتمل ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- The Life and Works of Iqbal
- Impacts and Impressions: Western and Oriental
- Hakmiyat (Sovereignty of Allah)
- The Prophet as the Ideal Leader
- Ijtihad (Independent Reasoning)
- The Political Significance of Khudi, Momin, Millat
- Nationalism
- Muslim Universalism
- Communism
- Democracy
- Iqbal and Practical Politics

اس کتاب کا ایک ایک باب اپنی جگہ پر ایک مکمل مضمون ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اپنی اس تصنیف میں اقبال کی فکر کو سیاسی تناظر میں پرکھا ہے۔ یہاں تک کہ اقبال کے مذہبی اور فلسفیانہ افکار کی تشریح و توضیح بھی سیاسی زاویے سے کی ہے۔ دراصل اقبال دین ہی کو سیاست اور سیاست کو دین سمجھتے تھے۔ بقول اقبال:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلّہ

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی(۲)

اقبال کے درج بالا شعر کی روشنی میں ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اپنی اس تصنیف میں اقبال کی فکر کے مختلف دھاروں میں سیاست کو اساسی حیثیت فراہم کر کے ان کے نقطۂ نظر کو عوام و خواص تک پہنچانے کے لیے ایک نئی راہ تلاش کی ہے۔ کتاب میں جہاں جہاں اقبال کے اشعار استعمال ہوئے ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے اور ساتھ ہی حاشیے میں اصل اشعار بھی درج کیے ہیں۔ جہاں کہیں قرآن و حدیث کی ضرورت پیش آئی تو وہاں ان کا انگریزی ترجمہ بھی درج کیا ہے ۔ نہایت محنت کے ساتھ کتاب کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا انتساب انھوں نے اپنے والد محترم "سید فیروز حسن" کے نام ان الفاظ میں کیا ہے:

> "میں اپنی اس علمی کاوش کو عقیدت، وارفتگی اور تکریم و محبت کے ساتھ اپنے والد ماجد سید فیروز حسن کے نام سے انتساب کا فخر حاصل کرتی ہوں جن کی محبت، راہنمائی اور فراست نے میری زندگی کو قوتِ نمو اور ولولہ ارتقاعطا کیا۔ اپنے بچوں کے ساتھ ان کی عدیم المثال شفقت اور ان کو اعلیٰ تعلیم کے بلند مرتبہ پر پہنچانے کے لیے ان کی ایثار پسندی، رفعتِ نظر اور مثالی کردار کی آئینہ دار ہے۔"(۳)

ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اپنی اس تصنیف میں اقبال کی فکر کے متعدد گوشوں پر ایک نئے زاویے سے روشنی ڈالی ہے۔ اقبال کے جس موضوع پر قلم اٹھایا اسے امر کر دیا۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اقبال کی فکر اور شخصیت دونوں سے متاثر ہیں۔ وہ اقبال کو دورِ جدید کے سرفہرست مفکرین میں شمار کرتی ہیں ۔ دراصل ڈاکٹر پروین شوکت علی کو علامہ اقبال کے ساتھ ایک والہانہ محبت و رغبت ہے۔ اپنی اس عقیدت کا اظہار وہ ان الفاظ میں کرتی ہیں:

> "اقبال سے محبت بچپن ہی سے تھی۔ پڑھا لکھا گھرانہ ہونے کی بنا پر اکثر ادبی و علمی محفلوں میں بڑے بزرگ شرکت کیا کرتے تھے۔ والد محترم اکثر اقبال کے اشعار گنگنایا کرتے تھے۔ اقبال کے شعری مجموعے گھر کی زینت کے طور پر موجود تھے۔ اسی ماحول میں پرورش کی وجہ سے اقبال سے وابستگی و محبت بھی پختہ ہوتی گئی۔ جب مناسب موقع ملا تو اسی محبت نے مجھے اقبال کے افکار پر قلم اٹھانے کا حوصلہ دیا۔ اقبال کا فلسفہ چوں کہ بہت وسیع تھا۔ لہٰذا میں نے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08
ماخذ تحقیقی مجلہ

صرف سیاسی فلسفہ کو موضوع سخن بنایا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اقبال کے سیاسی فلسفہ پر زیادہ تحقیقی کام نہیں ہوا تھا۔ فلسفہ اقبال کا یہ پہلو تشنہ تھا۔ لہٰذا اقبالیاتی ادب میں اضافے کے پیش نظر بھی اس موضوع کو چنا۔"(۴)

درج بالا اقتباس میں ایک اور بات بھی دکھائی دیتی ہے کہ اقبال کی فکر اور شاعری پر تو بے شمار کتب، مضامین ومقالات لکھے گئے مگر ان کی سیاسی خدمات کے اعتراف میں اتنا نہیں لکھا گیا جس کے وہ مستحق ہیں۔ چناں چہ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے ان کی فکر کے متعدد پہلوؤں کو سیاسی تناظر میں پرکھا۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی کے اس تحقیقی کام کو اقبالیاتی ادب کا حصہ بنانے کا سہرا ڈاکٹر پروین شوکت علی کے استاد محترم مولانا ریاض الحق عباسی کے سر ہے جو نہایت جید عالم، شاعر اور مصنف تھے اور جنھوں نے اقبال کے صد سالہ یوم پیدائش کی تقریبات کے موقع پر ڈاکٹر پروین شوکت علی کی اس تصنیف کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ کتاب کا اردو ترجمہ نہایت دقیق اردو میں کیا گیا ہے ۔اس اُردو ترجمے کی بدولت ڈاکٹر پروین شوکت کی یہ تحقیقی کاوش عوام تک پہنچی اور انھیں خوب پزیرائی ملی۔ طاہرہ صدیقہ اپنے مضمون "اقبال شناسی میں خواتین کا کردار" میں ڈاکٹر پروین شوکت علی کی اس تحقیقی کاوش کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتی ہیں:

"اقبال کا فلسفہ اور شاعری بہت سے اربابِ قلم کا موضوعِ نگارش رہا لیکن ان کے سیاسی نظریات کا تنظیم وترتیب کے ساتھ مذہبی اور فلسفیانہ تصورات پسندی کے ساتھ اس حد تک جائزہ نہیں لیا گیا جہاں تک کہ اس کی اہمیت کا اقتضا تھا۔ یہ مقالہ اس خلا کو پورا کرنے کی ایک کامیاب کاوش ہے۔ اس مقالے کا مدعائے نگارش یہ ہے کہ فکریاتِ اقبال میں سیاسی تصورات و نظام تفکر کے اصولی عناصر کو مقامِ تحقیق واکتشاف میں لاکر تنقیدی طور پر ان کی اہمیت کو وضاحت آشنا کیا جائے"۔(۵)

اقبال کی فکر اپنے اندر مختلف جہات رکھتی ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے ان میں سے سیاسی پہلو پر زیادہ توجہ کی ہے ۔ انھوں نے اقبال پر جو مقالہ جات اور مضامین لکھے ان سب میں سیاسی پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے ۔ موضوع کوئی بھی ہو خواہ وہ تصورِ خودی ہو یا تصورِ مومن، حاکمیتِ اعلیٰ کا پہلو ہو یا پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ مبارکہ، اسلام کی ہمہ گیریت کا پہلو ہو یا اجتہاد کی اہمیت کا تذکرہ، ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اس کی توجیہ سیاسی زاویے سے پیش کی ہے ۔ علاوہ ازیں مشرق و مغرب کے بہت سے فلاسفرز کے ساتھ اقبال کا موازنہ کیا ہے۔ اقبال کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

فکر پر مشرق و مغرب کے اثرات چوں کہ محققین و ناقدین کے لیے ایک دلچسپ موضوع رہا ہے سو ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اس حوالے سے بھی بہت کچھ لکھا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"اقبال کی علمی بصیرت کے ارتقا میں جو موثر عوامل کارفرما تھے۔ان کی طرف اشارہ کرنا،اقبال کی ذہنی صلاحیت کو کم کرنا نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اقبالیات کا مطالعہ کرنے والے کی نظر کو اتنی وسعت دی جائے کہ وہ اس بات کا ادراک کر سکے۔جو نظریات اقبال کی تخلیق میں معاون ثابت ہوئے اور بالخصوص ان کے سیاسی نظریات میں، جو کہ مقالہ کا ماحصل ہے"(۶)۔

اقبال کی فکر پر مشرقی و مغربی فلاسفہ کے اثرات کا جائزہ بڑی دقتِ نظر سے لیا ہے۔ ڈانٹے، گوئٹے، نیٹشے، برگساں، ابنِ عربی، رومی، الجیلی اور مجدد الف سرہندی ان سب کا جائزہ لیتے ہوئے وہ اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ اقبال کی فکر پر ان تمام فلاسفرز سے مولانا رومی کے اثرات زیادہ ہیں۔ اقبال اور رومی کے بارے میں ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتی ہیں:

"مولانا جلال الدین رومی وہ واحد شخصیت ہیں جو مشرق و مغرب کے تمام فلاسفہ کی نسبت اقبال کی فکر پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئے۔ مولانا روم کی مثنوی فارسی تصوف میں ایک لافانی صحیفہ تصور کی جاتی ہے۔ یہ مثنوی پچپن ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ جسے چھ جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اتفاق رائے سے مذہبی تصنیفات میں اسے عظیم ترین شعری شاہکار تسلیم کیا گیا ہے۔ رومی کی فکر و تخیل سے اقبال کی ذہنی، قلبی اور روحانی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ فلسفیانہ نظریات میں اقبال نے رومی کو اپنا پیر و مرشدِ کامل تصور کیا ہے"(۷)۔

اقبال اور مغربی فلاسفرز کا گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر پروین شولت علی لکھتی ہیں کہ اقبال نے کھلی آنکھوں اور روشن دماغ کے ساتھ مغربی فلاسفرز کا مطالعہ تو ضرور کیا اور کسی حد تک ان کے اچھے پہلوؤں کی تعریف و تحسین بھی کی مگر کلی طور پر کسی کے نظریات کو قبول نہیں کیا۔ یونانی مفکرین جن کی بصیرت کا ایک زمانہ معترف ہے ان کے حوالے سے ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتی ہیں کہ اہلِ یونان کی فکری کاوشیں اقبال کی توجہ کا باعث نہ بن سکیں بلکہ انھوں نے تو اپنی نظم و نثر میں افلاطون پر کڑی تنقید کی ہے البتہ ارسطو کی فکر کو کسی حد تک لائقِ تحسین جانا ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی کی مانند ڈاکٹر سلیم اختر بھی کم و بیش اسی نتیجے پر پہنچے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

"صرف ارسطو کو اقبال نے کسی حد تک قابلِ توجہ گردانا ہے چناں چہ ارسطو کے مثالی انسان اوراقبال کے انسانِ کامل میں کسی حد تک مماثلت تلاش کی جا سکتی ہے لیکن یہ بھی ہے کہ ان دونوں کا تصورِ کائنات ایک دوسرے سے قطعی طور پر مختلف ہے۔ارسطو کی دنیا ساکت و جامد ہے جب کہ اقبال کی دنیا متغیر و مسلسل ہے۔"(۸)

اقبال کی ذاتی زندگی کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر پروین شوکت علی نے کوشش کی ہے کہ قاری کو اقبال سے متعلق بنیادی معلونات بھی مل جائیں اور ان باتوں کی تکرار بھی بہت کم ہو جن پر پہلے ہی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ وہ اپنی اس کاوش میں بڑی حد تک کامیاب رہیں۔ان کی تحریر پڑھ کر اقبال کی ذاتی زندگی کا بنیادی خاکہ قاری کے ذہن میں مرتب ہو جاتا ہے اور انھیں کچھ ایسی معلومات بھی مل جاتی ہیں جو ان کے لیے نئی ہوتی ہیں مثلاً اقبال نے سرکاری ملازمت کیوں ترک کی ؟اس کے بارے میں لکھتی ہیں:

"علامہ اقبال ۲۷جولائی ۱۹۰۸ءمیں وطن واپس آئے۔پیشہ ورانہ مصروفیات کے علاوہ سرکاری نوکری سے استعفیٰ کی وجہ علی بخش نے پوچھی تو اقبال نے فرمایا۔"علی بخش میرے پاس ملت کے لیے ایک پیغام ہے اور یہ پیغام اس وقت تک نہیں پہنچایا جا سکتا جب تک کہ میں سرکاری ملازمت کی بندش سے آزاد نہ ہو جاؤں۔"(۹)

ڈاکٹر پروین شوکت نے اقتدارِ اعلیٰ یعنی حاکمیت پر اقبال کے خیالات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔اس سلسلے میں وہ لکھتی ہیں کہ اقبال کے نزدیک حاکمیت اعلیٰ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ایسے تمام قوانین واختیار جن میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم نہ کیا گیا ہو انسانی فلاح و بہبود کے ضامن نہیں ہو سکتے۔انسانی مصلحین مفاد پرستی پر مبنی ہیں جب کہ اخلاقی اقدار جن کی بنیاد وحی آسمانی پر ہے ہر قسم کے مفاد سے بالاتر ہے۔آپ اقبال کے اس نکتہ نظر کو واضح کرنے میں کامیاب رہی ہیں کہ اللہ کی حاکمیت پر پختہ یقین ہی سے مذہب کی صداقت پر کامل اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور یہی اعتقاد انسانی زندگی، جذبہ خیر سگالی، بھائی چارہ، امن و سلامتی اور خوشگواری کا ضامن ہے۔

اقبال نے نبی کریم ﷺ کو دنیا میں مثالی راہنما قرار دیا ہے۔اقبال نے اسلامی نظریات کے طالب علم کی حیثیت سے حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اور حیاتِ طیبہ کا بنظر غائر جائزہ لیا۔اس کا اثر یہ ہوا کہ جوں جوں اقبال کی بالغ نظری پختہ ہوتی گئی محمد عربیؐ کی سیرت و شخصیت ان کی حکیمانہ بصیرت کا مرکزی موضوع بنتی گئی۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کے علمی قلبی ذہنی وروحانی وابستگی کے ان گوشوں کو نمایاں کیا ہے جن سے ثابت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوتا ہے کہ اقبال کے دل میں عقیدت رسول ﷺ بدرجہا اتم موجود تھی۔اقبال کی نبی کریم ﷺ سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتی ہیں:

"یوں تو اقبال کی پوری زندگی محبت رسول ﷺ کی استقامت میں گزری مگر جب زندگی کا آخری دور شروع ہوا تو احباب سے خط وکتابت میں اور موضوع گفتگو کے محور میں صرف مثالی انسان اور اسوۂ حسنہ کی حیثیت سے رسالت مآب ﷺ کی عظیم ہستی کے سوا اور کچھ نہیں رہا تھا"۔(۱۰)

رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکت کے ساتھ اقبال کی بے پناہ عقیدت و محبت کو ڈاکٹر پروین شوکت علی نے مستند حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے اور یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اقبال کی نظر میں محبتِ رسول کریم ﷺ کا عملی مظہر یہ ہے کہ تعلیماتِ نبوی کو اپنی ذات میں اتنا راسخ کر لیا جائے کہ کہیں سنت رسول ﷺ سے کج روی کا داغ نظر نہ آئے۔

اجتہاد پر اقبال کے نظریات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ حرکی تصور کو اقبال کی فکر کا مرکز و محور قرار دیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے دلائل کے ساتھ اقبال کے اس نقطہ نظر کو نمایاں کیا ہے کہ قرآن کا آخری و مکمل ضابطہ حیات ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن کی جو تفصیلات ماضی میں حالات کے پیشِ نظر بیان کی گئی ہیں فقط وہ ہی مکمل ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات دورِ حاضر اور مستقبل میں بھی انسان کے لیے مشعلِ راہ ہوں گی۔ اسلام میں اتنی لچک موجود ہے کہ یہ ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اپنی اعلیٰ بصیرت اور فہم و ادراک کے پیشِ نظر اقبال دورِ جدید میں ان مفکرین میں شامل ہیں جو اجتہاد کی حمایت کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں جابجا اجتہاد کی ضرورت و اہمیت کو بیان کیا ہے اور اہلِ اسلام کے زوال و انحطاط کی بڑی وجہ اجتہاد سے محرومی بتائی ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتی ہیں:

" اپنی ذہنی تربیت اور فکری پس منظر کی وسعت میں قرآنی فہم وبصیرت کا حامل ہونے کے باوجود اقبال نے کبھی بھی علمائے مذہب میں شمولیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ مذہبی مسائل میں ہمیشہ علمائے دین سے استفسار کرتے رہتے تھے۔ سید سلیمان ندوی سے ہمیشہ اچھا تعلق استوار رکھا جو دارالعلوم ندوہ کے مقتدر اراکین میں سے تھے اور جن کے بارے میں اقبال کی رائے بہت بلند تھی۔ اقبال جوں جوں دور حاضر کی خرابیوں اور

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08
ماخذ تحقیقی مجلّہ

مذہب سے دوری کے نقصانات سے آگاہ ہوتے گئے ویسے ویسے اسلامی تعلیمات سے قریب تر ہوتے گئے۔ ان کے خیال میں اسلام نظریاتی اور عملی دونوں حیثیتوں سے جدید دنیا کی اخلاقی وروحانی امراض کا واحد علاج ہے۔ اقبال کی نظر میں مذہب ایک حیات بخش قوت ہے جو انسانی معاشرہ کو استحکام عطا کرتی ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مذہب خصوصاً اسلام، حالات سے مطابقت کی مکمل صلاحیت رکھتاہے۔ یہ انسانی کردار و نظریہ کو وہ اہم قوت عطا کرتا ہے جو ترقی وکامیابی کی تمام راہیں کھول دیتی ہے"۔[۱۱]

اقبال کے نظریہ خودی پر بہت سے مفکرین وناقدین نے بہت کچھ لکھا ہے مگر ڈاکٹر پروین شوکت علی نے خودی کے سیاسی پہلو کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی، اقبال کے اردو اور فارسی کلام سے استدلال کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کامیاب رہی ہیں کہ خودی کے بہت سے عناصرِ تخلیق، طاقت میں پنہاں ہیں اور دائرہ سیاست سے وابستہ ہیں۔ عناصرِ خودی میں طاقت کو وہی اہمیت حاصل ہے جو سیاست میں بصیرت کو حاصل ہے۔

اقبال کے تصور مردِ مومن کے بارے میں ڈاکٹر پروین شوکت علی لکھتی ہیں کہ اقبال کا مردِ مومن باعمل اور باکردار شخص ہے اور روایتی تصوف کے مردِ مومن سے مطابقت نہیں رکھتا کیوں کہ مومن کی زندگی میں رہبانیت کا کوئی عنصر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ خود کو تقدیر کے حوالے نہیں کرتا بلکہ اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرتا ہے۔ اقبال نے جا بجا ملتِ اسلامیہ کو دنیا کی بہترین ملت قرار دیا ہے اور ڈاکٹر پروین شوکت علی نے نہایت تحقیق ونقد سے کام لے کر اقبال کے تصورِ ملت کا جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جو ملت اپنے فکر و عمل کی صلاحیتوں کو خدا کے عطا کیے ہوئے حکم کے مطابق بروئے کار لائے گی وہ یقیناً عظمت وقوت کا پیکر ہوگی۔ جو سیاست قرآن وحق کی بنیادوں پر استوار ہوگی۔ اس ملت کے ایوان ہمیشہ مستحکم بنیادوں پر قائم رہیں گے۔ اس کے بعد انھوں نے تصورِ قومیت میں تضاد کی وضاحت کی ہے کہ یورپ جانے سے پہلے اقبال کے خیالات اور یورپ میں قیام کے دوران ان خیالات میں تبدیلی اقبال کی فکر کے ارتقا کا حصہ ہیں۔ کیوں کہ اقبال نے یورپ میں قیام کے دوران اہلِ مغرب کی انسان سوز سرگرمیوں کو اپنی تنقیدی نظروں سے دیکھا اور عالم انسانیت کے لیے ان سرگرمیوں کو مہلک ترین اور تباہ کن قرار دیا۔ اور ہمہ گیر اسلام (پین اسلامزم) کی طرف جھکاؤ دراصل اقبال کے انھی مشاہدات کا حصہ ہیں۔ نظریہ قومیت سے اقبال کے تنفر کی وجہ صرف ملتِ مسلمہ کا اعتقاد ہی نہ تھا بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ تصورِ دنیاوی مصلحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ عالمِ انسانیت کی وفاشعاری وہمدردی کا دائرہ کار نہایت محدود اور تنگ کر دیتا ہے اور انسانوں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

کے درمیان لامحدود تنازعات کو جنم دینے کا باعث ہے۔ مسئلہ قومیت پر اقبال کی تنقید اخلاقی روحانی اور سیاسی حقائق پر مبنی تھی۔ اقبال یہ یقین رکھتے تھے کہ اس نظریے نے اخلاقی وروحانی قدروں کو معدوم کر دیا ہے۔ انھوں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ دور جدید میں نظریہ وطنیت کی پرستش دیوی دیوتاؤں کی طرح ہونے لگی ہے:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے (۱۲)

ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کے نظریہ قومیت سے ملت تک کے سفر کے جو اسباب بتائے ہیں وہ یقیناً حقیقت پر مبنی ہیں۔ آپ کے مطابق اقبال نے مشاہدہ کیا کہ مغربی طرز کی لادین اور علاقائی قومیت کوئی افادی خوشگوار اور امن پسند منصوبہ نہیں۔ وہ عالم اسلام کو تنبیہہ کرتے ہیں کہ اگر فلسفہ قومیت ان کی مذہبی سیاست میں وارد ہوا تو انہیں دو خمیازوں میں سے ایک ضرور بھگتنا پڑے گا یا تو یہ فلسفہ الحاد کا پیش خیمہ ثابت ہو گا یا اسلام محض اخلاقی دستور بن کر رہ جائے گا۔

محمد اکبر منیر کے نام ایک مکتوب میں اقبال نے فرمایا:

"اگر مشرقِ وسطیٰ کی مسلم اقوام اخوت اور اتحاد کے رشتہ سے منسلک ہو جائیں تو فنا اور ذلت سے محفوظ رہیں گی لیکن اگر وہ اپنے اختلافات کو ختم کرنے سے قاصر رہیں تو ان کی ملی زندگی خزاں کی طرح تبسم بہار سے محروم رہے گی۔"(۱۳)

ڈاکٹر پروین شوکت علی اقبال کے تصورِ ملت اور ہمہ گیر اسلام کو ایک ہی مفہوم کی دو تعبیریں بیان کرتی ہیں۔ تائید میں اقبال کا یہ بیان پیش کرتی ہیں:

"اسلام کا تصور قومیت دوسری اقوام سے مختلف ہے۔ ہماری قومیت وحدتِ وطن اور اقتصادی مماثلت پر مشتمل نہیں۔ ہم اس عالی شان اعتقاد کے افراد ہیں جن کے مورثِ اعلیٰ رسولِ عربیؐ تھے اور اس قبیلہ کی رکنیت کا انحصار ظہورِ کائنات کے متعلق وحدتِ طرز نظر اور تاریخی روایات پر ہے جن میں ہم سب مساوی طور پر شریک ہیں۔"(۱۴)

ڈاکٹر پروین شوکت علی نے نہایت مدلل انداز میں اقبال کے اس موقف کی وضاحت کی ہے جس میں اقبال علی الاعلان خود کو اس تحریک کا حامی قرار دیتے ہیں جو مسلمانوں کو الگ الگ ممالک میں رہنے کے باوجود ایک وحدت بنادے اور اس وحدت کا معیار وطنیت یا قومیت کا جذبہ نہ ہو بلکہ توحید ورسالت ہو اور دنیا کے کسی بھی خطے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

میں رہنے والا مسلمان خود کو عالمگیر مسلم برادری کا حصہ سمجھے۔ اقبال اور ہمہ گیر اسلام پر بحث کے بعد ڈاکٹر پروین شوکت علی اس نتیجہ پر پہنچتی ہیں کہ اگر پین اسلامزم کا مفہوم اتحاد بین المسلمین، انسانی معاملات میں قرآنی تعلیمات کا نفاذ اور مسلمانوں میں بے عملی اور جمود کو ختم کرنے کے لیے اجتہاد کے ذریعے غیر اسلامی رسومات کا خاتمہ ہے تو اقبال پوری زندگی اسی محاذ پر سرگرم عمل مجاہد رہے۔ اتحاد اسلامی اقبال کی فکریات کا مسلسل موضوع رہا ہے اور اقبال ہمیشہ اس اتحاد کے مبلغ رہے اور اپنی نظم و نثر کے ذریعے ہمیشہ مسلمانوں کی راہنمائی کرتے رہے۔

جمہوریت ڈاکٹر پروین شوکت علی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ جمہوریت کے حوالے سے اقبال کے تصورات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ انھوں نے جمہوریت کے آغاز و ارتقا کا مختصر ذکر کرتے ہوئے مغربی تصورِ جمہوریت کی مدلل وضاحت کی ہے۔ اقبال کی تعلیمات کے حوالے سے اسلام کے سیاسی نظام (جو کہ مکمل جمہوری ساخت پر مشتمل ہے) کو وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے جمہوریت پر اقبال کے نظریات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ مغربی جمہوریت پر اٹھائے گئے اقبال کے نظریات کو درست ثابت کرنے کے لیے ڈاکٹر پروین شوکت علی نے بہت جاندار استدلال کیا ہے اور اقبال کے شعری و نثری کلام سے مثالیں پیش کی ہیں۔ اقبال کے جمہوریت پر معترض اشعار کی بنا پر بعض اقبال شناس بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اقبال جمہوریت سے مکمل طور پر نفرت کرتے تھے مگر جہاں تک ڈاکٹر پروین شوکت علی کی ذہنی وسعت کا تعلق ہے تو انھوں نے تحقیق کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ذہنی و تنقیدی وسعت نظری کا ثبوت دیا ہے اور نہایت مدلل انداز میں یہ ثابت کیا ہے کہ اقبال جمہوریت کے خلاف نہیں وہ محض مغرب کے جمہوری تصورات پر اعتراض کرتے ہیں۔ اپنے اس نتیجہ کی دلیل میں انھوں نے اسلامی جمہوری تصورات کو تفصیل سے پیش کیا ہے اور اقبال کے خیالات کو اسلامی جمہوریت کی ایک کڑی شمار کیا ہے۔ اقبال نے روحانی جمہوریت کا جو ڈھانچہ متعارف کروایا ہے وہ نیا یا اچھوتا نہیں بلکہ اسلام اسی نظریہ کی ترویج کرتا ہے اور قرآن و حدیث میں ایسی ہی روحانی جمہوریت کی تعلیمات دی گئی ہیں۔ خلفائے راشدین کے ادوار حکومت اسی روحانی جمہوریت کے عملی نفاذ کی مثالیں ہیں۔ الغرض ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کا جمہوری نکتہ نظر وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

نظریہ اشتراکیت پر بھی ڈاکٹر پروین شوکت علی نے تفصیل سے اقبال کے نکتہ نظر کو واضح کیا ہے۔ اس ضمن میں اگرچہ اشتراکیت کا پس منظر اور ارتقا مفصل بیان نہیں کیا گیا ہے البتہ اشتراکیت کے حوالے سے کارل مارکس کو تفصیل سے بیان کیا ہے انقلابِ روس میں کارل مارکس کے نظریہ اشتمالیت کے عملی نفاذ پر قلم اٹھایا ہے اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08
ماخذ تحقیقی مجلہ

مارکسزم کے لادینی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔اس کے بعد "اسلام اور اشتمالیت" کے عنوان کے تحت اسلام میں جائیداد اور مشترکہ ملکیت کے متعدد پہلو واضح کیے ہیں۔ اسلام میں زکوٰۃ کے تصور کی وضاحت کی ہے جس کے مطابق ہر صاحب حیثیت کی جائیداد میں سے مستحق اور نادار لوگ حصہ پاتے ہیں۔اسلامی نظریات پیش کرنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اقبال کے اشتراکی خیالات کی حقیقت اور گہرائی تک پہنچا جاسکے۔بعض اقبال شناسوں نے اقبال پر یہ الزام لگایا ہے کہ اقبال اشتراکی تھے اور اشتراکیت کو پسند کرتے تھے۔ڈاکٹر پروین شوکت علی نے نہایت مدلل انداز میں اقبال کے اشتراکی پہلوؤں کی وضاحت کی اور اس سلسلے میں ایک لمبی چوڑی تمہید باندھی جو اقبال کے اشتراکی مؤقف کو سمجھنے کے لیے ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔اقبال نے اشتراکیت کے حق میں اشعار کہے۔ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کے اشعار جابجا پیش کیے ہیں اور ساتھ ساتھ اس امر کی وضاحت کی کہ ان اشعار میں اشتراکیت کی پسندیدگی کی وجہ کیا تھی؟انھوں نے یہ بھی واضح کیا کہ اقبال اشتراکیت کے لادینی پہلو کے سخت خلاف تھے اور اسلامی فریم ورک کے مطابق اشتراکیت کے محض ان پہلوؤں کو پسند کرتے تھے جو مفلوک الحال عوام کی ان پریشانیوں اور حق تلفیوں کا مداوا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے جو سرمایہ درانہ نظام کا شاخسانہ تھیں۔اشتراکیت اور اقبال کے عنوان کے تحت بہت سے اقبال شناسوں نے طبع آزمائی کی مگر ڈاکٹر پروین شوکت علی کا انداز اس حوالے سے اچھوتا ہے کہ ان کی تحقیقی کاوشوں کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کسی الجھن کا شکار نہیں رہتا جو کہ اکثر اشتراکیت جیسے متضاد موضوع پر تحریروں سے پیدا ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے جہاں اشتراکیت سے متعلق اقبال کے شعر پیش کیے ہیں وہیں ان اشعار کی دلیل میں قرآنی آیات واحادیث بھی پیش کی ہیں۔طاہرہ صدیقہ،ڈاکٹر پروین شوکت کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "اس تحقیقی مقالے میں اقبال کے تصورِ ریاست، فرد اور ریاست کے مابین رابطہ کی نوعیت اور قانون کا ماخذ اور اس کی نوعیت پر سیر حاصل بحث کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اقبال علمی اربابِ ریاست کی فہرست میں نہ تھے لیکن انھیں فلسفی سیاست کہا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ اسلامی نظریہ سیاست کے بنیادی اصول کی تجدید و احیا کے لیے اقبال نے جو خدمات انجام دی ہیں انھیں بھی منظرِ تحقیق پر لایا جائے چناں چہ مصنفہ کے نزدیک مختلف مسائل سیاست کی رمز آشنائی میں اقبال کی استدلالی روش کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں اسلام کے عظیم سیاسی فلسفیوں کی صف میں مسند امتیاز کا مستحق تصور کیا جائے۔"[۱۵]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر پروین شوکت علی نے جہاں اقبال کے فلسفہ کو سیاسی نکتہ نظر سے پیش کیا وہیں اقبال کی عملی سیاست میں شرکت کو موضوع تحقیق بھی بنایا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ، سائمن کمیشن، کیمونل ایوارڈ اور گول میز کانفرنسوں کی سیاسی کاروائیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی تنظیمِ نو کے سلسلے میں اقبال کی خدمات کو پیش کیا ہے۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر پروین شوکت علی نے اقبال کی نظم و نثر کا گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعہ کیا اور ان کی فکر کے متعدد مخفی پہلوؤں کو بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا۔ علاوہ ازیں جمہوریت، اشتراکیت اور سیاست جیسے پیچیدہ موضوعات پر بھی اتنا شاندار لکھا کہ اقبال کے بعض اشعار کی غلط تشریح سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہو گیا۔ ڈاکٹر پروین شوکت علی کی یہ علمی و ادبی کاوش نہ صرف اقبالیات کے میدان میں ایک اہم اضافہ ہے بلکہ ان کی اقبال فہمی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔

حوالہ جات

1. Sayyed Feroz Hassan, “Hazrat Umer Bin Abdul Aziz-Life Here and Hereafter”, The Reading Printing Press 1957, p.123

۲. اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر "کلیاتِ اقبال اُردو" اقبال اکیڈمی، لاہور ۲۰۱۸ء ص:۷۸

۳. ڈاکٹر پروین شوکت علی، "اقبال کا فلسفہ سیاسیات"، مترجم مولانا ریاض الحق عباسی، اسد پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷۷ء، ص:۵٦

۴. انٹرویو ڈاکٹر پروین شوکت علی، بتاریخ ۲۳ ستمبر ۲۰۲۱ء، اسلام آباد

۵. طاہرہ صدیقہ، "اقبال شناسی میں خواتین کا کردار"، مشمولہ مجلہ قومی زبان، جلد ۸۱، شمارہ ۱۱، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، نومبر ۲۰۰۹ء، ص ۲۳

٦. ڈاکٹر پروین شوکت علی، "اقبال کا فلسفہ سیاسیات"، ص ۴۴-۴۵

۷. ڈاکٹر پروین شوکت علی، "اقبال کا فلسفہ سیاسیات"، ص:۱۰۱

۸. ڈاکٹر سلیم اختر، "فکرِ اقبال کا تعارف"، (لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۴ء)، ص ٦۹

۹. ڈاکٹر پروین شوکت علی، "اقبال کا فلسفہ سیاسیات"، ص ۱٦-۱۷

۱۰. ڈاکٹر پروین شوکت علی، "اقبال کا فلسفہ سیاسیات"، ص:۸۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-08

۱۱. ایضاً، ص:۸۷

۱۲. ایضاً، ص:۳۱۴

۱۳. ایضاً، ص: ۳۴۶

۱۴. ایضاً، ص: ۳۴۸

۱۵. طاہرہ صدیقہ، "اقبال شناسی میں خواتین کا کردار"، ص:۲۳